انتخاب

سہ آتشہ ساقی نامہ

اے ساقی خوش ادا و خوش طبع
بے رنگ و بے بو شو خوش طبع

چھلکا چھلکا کے ذرا بھر دے
تو غنا ہو دل سا غر بھر دے

لا جام سفال ایک چھلکا
ہو آتش تر سے منہ میں چھالا

ساقی وہ پلا کہ نام ہو جائے
جمشید کا جام جام ہو جائے

تو دل جو نہیں تو سبوت بھر دے
اور جام نہیں تو بوٹ بھر دے

گر بوٹ نہیں تو بھر دے چلو
چلو ہی میں ساقی کر دے اک تو

وہ تو چھلکن پلا دے ساقی
تلچھٹ ذرا سی لا دے ساقی

دم نکلا پلا شراب شیری
تھوڑی ہی سہی کر کچھ تو سیری

دے پھول کا کھلا [illegible] ہوں
اس بلبل دل کے ساتھ کچھ ہوں

جو شام تو شام میں پلا دے
دم آئے تو اولڈ ٹام لا دے

ساقی ہو تیرا بھلا پلا دے
اپنی خیرات اب جھکا دے

وہ دے کہ جو کریں گریز اس پر
زاہد کریں رقص خار خس پر

وہ لعل بھیج جس سے باغ دل کا
وہ پھول کہ جیسے باغ دل کا

وہ شربت سرخ صاف ہو جو
دے جلسے جو دم میں فکر کو روح

وہ روح روان وہ قوت روح
کشتی سے جس کی کشتی نوح

گر ہو نہ لال کچھ سہی سہ
تلچھٹ دے کر پار ہو [illegible]

اتنی ہو کہ سبکوں سکے چھک جائیں
ہر [illegible] پاس کے تھک جائیں

چھوٹی ہو ساقی کوری بھر دے
چھوٹی ہی کوئی سکوری بھر دے

دے ساقی تو جام لا دے
زاہدوں میں سو سلام لا دے

[illegible] نہیں ہیں [illegible]
تذبذب کی تو تو تنگ دم

بیٹھے بیٹھے مفت دام لے لے
دو چار نہیں بچے دام لے لے

آتے نہیں ساقی مچلا دے
بے ہوش کو [illegible]

چلتی ہیں ہوا میں ٹھنڈی ٹھنڈی
سبزہ کی بنا دے سبز منڈی

ساقی جو رکھے تو ہم کو راضی
کر صاف تنگ دلیش قاضی

جاڑے میں وہاں صوفی ہیں جو
[illegible]

[illegible]
خوش طبع ہو دل میں [illegible]

آیا ہے تقریب سے [illegible] سال
خوش بنگ پلا کہ [illegible] خوشحال

سن سات گیا ہے آٹھ آیا
ستر سے سالوں کا لا تھہ آیا

دنیا نہیں بے بچ ہے جاسے آرام
آیا جو یہاں گیا وہ ناکام

وہ جیسے کوئی شعر غلط ہو
خوشنودی زیست ہی غلط ہو

اسے خیر ہو تیرے دم قدم کی
ٹوٹ جائے ریسا ری بادی غم کی

لب کو لب جام کا ہے لپکا
اس خون کا ہے زبان کو چسکا

ساقی مرا تن بدن جلا دے
جا تو بطری کی سنتھ ہی لا دے

زندوں میں عجیب چلبلی ہے
زاہد بھی غریب اتو غش ہے

بے جانے کی تیری خیر ہو دے
کر سیر کہ خوب سیر ہو دے

ہے سال بیا نئی امنگیں
ہو دوستی اک سو ہے جنگیں

ایام نئے سماں نیا نہ
ہر دوں میں گئے گیا نیا نہ

الیسی تو پلا کہ نام کر دے
امسال سہ ورد عام کر دے

مستی ہی وہ [illegible]
ہر خانگی دیکھے [illegible]

وہ [illegible]
اور سینے میں اپنی [illegible]

[illegible]
ہے اک دم نقد وہ بھی پر غم

جو [illegible] دولت
دشمنوں سے ہماری چھینی دولت

کوڑی نہیں [illegible]
منہ تکتی ہے اپنا بیوی نکتو

حسرت ہے نہیں [illegible]
ارمان ہے سخن پرست ہوں ہم

جگمگی نظم و نثر دیکھیں
ہر رنگ میں قدر و عظمت دیکھیں

ہے منہ میں زبان [illegible] طاقت
طاقت میں بیان [illegible] جودت

فقروں میں وہ [illegible]
دنیا کے لطیف [illegible] غش

حرفوں میں وہ [illegible]
ہو مردم دیدہ جس سے روشن

ہر حرف [illegible] شبنم
گجے کھلے ہوں سبھی پیہم

[illegible] سطور کیاریاں ہوں
مضمون تمام کو ایاں ہوں

آراستہ [illegible]
نخوں میں [illegible] نکلے

ہوں [illegible]
زینت وہ محفل سخنداں

[illegible] کھلانے والے
کاغذ پہ چمن لگانے والے

یا رب یہ [illegible]
اقلیم سخن ہوا [illegible]

[illegible]
ہوں یار تو ساتھ یار ان کے

[illegible] جان [illegible]
دشمن بھی ہوں مہربان [illegible]

جب تک ہوں [illegible]
بچوں میں رہے یہ پنچ [illegible]

اب جودت طبع کیسے دکھادیں — بچوں کو غزل بھی ہم سنادیں

غزل

رندوں نے چڑھائی ہے جھنی پر — زاہد پہ بہت بری بنی ہے
زاہد رکھیں گھر میں کیوں ساقی — انگلینڈ میں کہتے ہیں منی ہے
ساقی تری جھانولی کے قرباں — ترکاں نہیں برچھی کی انی ہے
کیا بات تھی حلت اور حرمت — رندوں کی جو شیخ کی ٹھنی ہے
چنا ہے شراب جو چینے کی — واعظ کی جو ریش بسنی ہے
کہتے ہیں جو سے کو دختر رز — در پیر مغاں سے کھر چھنی ہے
دے بوسہ پلا کے بادہ ساقی — کمبخت سمجھے لب جو جانی ہے
صوفی سے نیاز رند سے ناز — ساقی کا یہ راز ان کہنی ہے
پینے کا لطف کچھ نہ پوچھو — سوری میں ہماری تو ٹھنی ہے

مرزے کے بٹے شراب کے دام
کہتے تھے و تجھ کو غنی ہے

جاڑے نے اب تو سب کو مودب بنادیا
سکڑے سے کھڑے ہیں ہاتھ بھی کیسے بغل میں ہیں

حضرت۔ آجکل کی سردی الٰہی توبہ۔ اعضا سارے کے سارے ٹھنڈے ہوگئے مردنا مردہ بن رہے ہیں گھر کی نیک بخت بیوی۔ اپنے اپنے خصموں کو موئے بھڑوے۔ بے غیرت۔ حیز بھلے نکھٹو کا خطاب پر عتاب دے رہی ہیں اس قحط سالی کا جاڑا آدمی کو بھربھری گرگ بنا رہا ہے۔ ناک ہے کہ تھرمامیٹر کا خفیہ جشمہ بنی ہوئی ہے۔ جاڑے کی دانت بجیج کپکپی نے بیا جنک تھرتھرا رکھا ہے کہ ہاتھ پاؤں میں رعشہ کے عارضہ کا گمان ہوگیا ہے۔ ہندوستان کے نئی روشنی کے سوٹ بوٹ والے صاحب منہ میں سگار سلگا کے لینا بھول گئے۔ کہ انجری بھاپوں سے منہ خود بخود ریل گاڑی کا انجن بنا ہوا ہے۔ اس نئے سال نے گلا گھونٹ جاڑے کا نیا روپ دکھا دیا۔ ہر ایک شخص کپڑوں کا ایک گدھے کا بوجھ لادے سوں سوں۔ سوں سوں کرتا پھرتا ہے۔ ذبیحہ کے شیخ نے چٹی لبادے پر کسی بڑا آدمی ہے یا گدھا پالان میں۔ ہر شخص مجاہد بوڑھا بچہ۔ الشارفی اللّٰہ۔ خیر من اللّٰہ والرسول کے نعرے لگا رہا ہے اور ہاتھ

انگیٹھی پر مونھ چاہ کی پیالی پر سینک رہے ہیں۔ ہندوستان کی کالی کھوپڑی ہے جس پر بڑے کا نیاں۔ بدن سینکنے کی بھی بجوز نکالی ہاری۔ وہ جو کہتے ہیں کان چھوڑ کن پٹی ماری۔ گو ماہ کٹنا بجوت ڈانگر کی مصداق کیوں نہ ہو گر کر گذرے کہ آدمی یہ آدمی پڑ رہنے کو تیار ہوگیا۔ کیونکہ بے ٹھکا نے مفلسوں کو قحط میں کھیں اور پڑ رہنے کا بھی تو ٹھکانا نہیں ملتا۔ چونکہ قاعدہ قدرتی کے موافق جاڑے میں زمین بھی سکڑ گئی ہے انکو زمین بھی جگہ نہیں دیتی۔ برے وقت میں برے کام نکریں تو اور کیا کریں اور بڈھے ہی ہو کر جسم کو گرم توانا کے پانسیر کو تلوں کی تجت کریں۔ ساف دانت اور بڈھے کا تنی بجانا جاڑا ہر جوان آدمی کو جسمیں ذرا بھی گرمی ہے اور بڈھے ہی ہونے کو مجبور کرتا ہے ان دنوں میں بڈھے بھی جوانوں کو اور بڈھے لڑکوں دیکھ کے زنیچا وار جوان بننے کو مستعد ہوگئے۔ دل چونکہ عمر ہرا کب بھی عمر رفتہ کے واپس لانے کی تدبیر میں اور کرتوں ہو بیٹھے۔ اپنے شیب کو شباب رنگ میں ڈوب دینے لگے۔ اور سحری چراغ کل گڑی غایت مصداق ہوگئے۔ مرے پہ سو درے ایسے ہی بڈھے تھرڈوں پر کیا گیا ہے جنکے کل اعضائے جسمانی نے جواب کا جواب دے رکھا ہے اور اپنی آفرینش پر ہزار ہزار نفریں کررہے ہیں اور جوایسے وقت میں جورو جان کے کوڑے غلام بنکر بھی کوڑی پیسہ کما دھما کر بھی لانہیں سکتے جو گھر بسی کا دوزخ بھر سکیں۔ خیر بڈھے تو بڈھے جوانوں کا بھی اس قحط جاڑے میں برا حال اور مانگے دعا کرتے ہیں۔ کھانے پینے لیٹنے کا بندوبست کرہی نہیں سکتے کہ گھر کا تنکا تنکا تو آگ کے پیٹ چڑھادیا۔ جوان رنڈیوں نے جو بس لیا لنگوٹی منیوں نے کھینچ لی۔ مگر اس میاں سے آبرو کو بی کا جٹ محرم کے مہینے کی نوید دیدی۔ لنو سے بہانے کا بہانہ تو خوب ہوجائیگا غم قحط کی بجز اس غم حسین ہو کے پردہ میں لوگ کالے لگنگے آجکل تو پیٹ بھرنے کے ذریعہ سب بے بیدا ہوگئے ہیں۔ گھر میں جورو جان کی گالیاں۔ باہر بازار کی ہوا کا موجود ہے جسمیں ٹھوڑی لگے نہ پھٹکری اور رنگ بھی چوکھا آئے۔ لیجئے کتنے بھرتے ہیں سپاہیگری کے چرشے ہم تو موجیں کرتے ہیں۔ اتنا اس وقت بار تو بڑا اور گلا گھونٹ جاڑے میں کوئی جان دیدے تو دیدے مگر ہم سکو تو تیغ کیا اس قحط نفسی کے ایام سے الصدری کیا ہے۔

بھئے۔ افسوس۔ اس گرانی اور قحط سالی نے تو ہزاروں لاکھوں کے

پیٹ سے بھی بند ہوا ہیں کہ آٹے میں بھی گھاٹا ہو گیا۔ یہ آٹھ کا سال عجیب ڈراؤنا ہے۔ وہ جو کہتے ہیں کہ پوت کے پاؤں پالنے ہی میں معلوم ہو جاتے ہیں جسکی ابتدا ہی اچھی نہیں۔ تو اسکی انتہا کی کیا بات کہی جاے۔ اس ان گنے سال نے آتے ہی دانہ دانہ پر مہر لگا دی ہے

رونا اسکا ہے کہ بچوں کو ڈراتے کیسے
کال میں دال بھی جاتی نہیں کسی گھر میں نہیں

اگر کسی کے گھر میں آٹے کی کمی ہو اور مفلسی میں رکھتا رکھا یا گیلا ہو گیا ہو تو ایجاب اسے دبالی جمع خرچ کمر داشتہ آٹے سے اسکو خشک کرلے۔

آٹے کی غزل

کال میں ہے جو ہو سیر سوا یا آٹا | پوری کر بھوسی ملی تھی تو سوایا آٹا
کال میں مال گرو ڈال کے لایا آٹا | میں نے حق پوچھ کر سب گھر مٹایا آٹا
بھوک کی آگ نہ تھی اپنی کہ روٹی پکتی | قحط میں ستو سا بس سان کے کھایا آٹا
پیٹ بھر کے نہ ملا ہند کیجئے لوگوں کا | ہے یہ چوری بھی اگر کی تو چرایا آٹا
پھر کبھی بھاڑ دی ساماں طرب پانے | کر گیا قحط میں اب سب کا صفایا آٹا
نو کا سال ہے نصیب آجکل ایا کی ٹھیک | پھر مٹی ہی کا منیوں نے بنایا آٹا
شمع سے جب نہ جلا گردہ کان ستو ر | دیکھ کے منہ کا بگڑا یا ہو گیا آٹا
لو کے لیو ملت بندہ فارغ تھا | ہرن کے بدلے ہی تو رستا کو خدا یا آٹا
ستیغ کی فصل عظیم ہے کیوں سفید | منیوں سے تو نہیں سیر سے ڈالا آٹا
مفلسی میں تھے کہاں دام کہ خانہ لاتا | منہ پہ ملتے کو وہ خشکی ہی کا لایا آٹا
ہمکو معلوم ہے جو کچھ ہے ترے گھر میں | تو نے بھتیا رے کے پتھر سے کا پھینکا آٹا
پھر جوانی تو مرے پیری میں لو سہ پایا | رات بھر ہے لب بتر [illegible] آٹا
فرشتے بھی حفاظت کی وہ [illegible] | ہے چھانا جس نے کر کے رکھا یا آٹا
شور ملے ہو کے رہے ساد رقیب آخر کار | مفلسی نے مری جاں گیلا کرایا آٹا

اس زکین سکے ہم تو ہیں قربان خجستہ
ٹوٹی تلوار تو قاتل نے لگایا آٹا

حضرت - اس قحط سالی میں مولانسلی عکس سے بکس بھرنا غریب بھوکے ننگوں کا ہی کام ہے۔ ڈوزن ڈنل کا راگ پھر ایسا وپ نہیں کہ آدمی ناچ اٹھے دیکھو اب آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو رہا ہے کہ نہیں۔ آجکل پیٹ کاٹ کے دو چار پیسے دیتے ہوئے بھی دل دکھتا ہے۔ کچھ مونھ کو آتا ہے کیونکہ وہی دو چار پیسے اس بے روزگاری میں مرتے کے بعد لگتے وہی دس دن گھر کا چولہا

کل کر بیٹھے۔ یہ ٹھاٹھ دھا کر دیا گھر میں اندھیرا ہوتے ہی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آنے لگا۔ الداروں کی ہر طرح سے جیت ہے۔ یہ اپنی گرہ سے دو ایک چیز بھی جاتی ہیں تو کسیکو نہ دیں۔ ہاں اپنے کرایہ دار و کی کھال کھینچ کھانچ کے انکو سشتری تر بنا دیتے اور نکسوں کا پورا خرچہ لگا دیتے ہیں۔ کرایہ دار بچارے خواہ مخواہ کو گرتے پڑتے کے لئے جو دھرا دکھا ہوتا ہے ہاتھ میں دیدیتے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ امیر غریبوں سے مانگتے ہیں اور وہ بھی سرکار دولتمد اسکے خزانے بھرپور کرنے کو۔ بھلا سرکار کے نام سے کون عذر کر سکتا ہے۔ بچارے چار گھر پرسے کو ل دیکھے بھی آدمی لا سکتا ہے کہ بھلا گھر سرکار بھی آ رہے بھر تسے وقت میں ہماری ہی ٹانگ لگا بے پر ستم ہو جاتی ہے مگر لوگ اس کہنے سے باز نہیں آتے کہ اتنی کھنگا بہنے لگی ہے۔ بھئے ما جولت کی تو رائے یہی ہے کہ سرکار کو بھوک پیاس میں بھی دینا برا نہیں۔ وہ ہماری جان کی محافظ ہے تو کیا مال کی نہیں ہے۔ وہ نقد کوڑی پیسہ۔ بڑی احتیاط سے ہمارے جوکی میں رکھتی ہے۔ دیکھو ابھی کے قحط میں ہم ہی ہمارا لیا و یاد رہی ہے کہ نہیں۔ کس کس تقاوی میں۔ کیسی گرا امداد کاموں میں۔ گویا کنوئیں کی مٹی کنوئیں میں لگا رہی ہے۔ خیر خدا اسکا بھلا کرے۔ اور در درویش کی صدا کیا ہے۔ سچ ہے دیئے کی روشنی محشر تک ہے۔

الٰہی ظرافت مآب اصحاب کا عتاب بھی عجیب عتاب ہے کہ کوئی انجان تو انجان۔ جاننے والا بھی جان نہیں سکتا ہے

عجب نصیب اور ہماری قسمت خفا جو ہے تو بے سبب
یہ کیا غضب ہے جو تو غضب ہے ترا غضب تو بڑا غضب ہے

(ذبیح دہلوی الاڈیٹر)

مراسلات

نیا سال

ساقی در میکدہ بکشا | بے پردہ بسازد دخت رزرا
آمد سوئے ہند موسم گل | شد نغمہ سرا بباغ بلبل
برخیز ببا کہ شد کام | سیراب بکن ز سیر جام
جرعہ جرعہ چو مے بنوشم | دین و ایمان بتو فروشم
از صد غم و غم چرا بترسم | زد لطف پری وشان بسیرم

از دست جنوں لب خرام | در ہجر بتاں جگر کباب ہم
طول شب غم بجائے جاں است | بدتر از غمکدہ مکان است
نشہ دہر خزاں تمام ساقی | لے سنے تو میری رام ساقی
دم بھر مری عیش سے گذر جائے | شیشہ سینہ کی آج تو بھر جائے
دل میں اٹھتے ہیں ولولے ہے | مل لے ساقی مہ ہے گھٹے
کیا سوچ ہے کیسے ہے تاخیر | جی کھول کے آج ہو بغلگیر
مجھکو دل سے دعائیں دیں لوں | آ گود میں تری بلائیں لیلوں
ساقی جائے بدہ زدہ سکی | چاندی کرتی ہے آج حسن کی
بھر دے پیالہ کوئی لبالب | وہ دیکھ گھڑی میں تیم صاحب
ہیں نیک۔ قدم بھی نگاہ بوسعد | آئی ہیں لیاں یہ سال بھر بعد
ہیں جو بھی پری بھی ہیں یہ | پہچان لے جنوری بھی ہے یہ
صورت پہ تری نثار ہوں میں | بگا ترا دوستدار ہوں میں
کانو بیہ سے کھول چار جامہ | سنہ سات کا سنئے کارنامہ
پھیلی ہے یہ ہند میں بغاوت | بنیوں نے دکھائی اپنی ہمت
ہونے لگا ہر طرف سے دنگا | اسپیکر بن گئے تھا جن
بچوں کی مفارقت کے دکھ سے | بیٹھے برہما میں لاجپت رائے
تقدیر سے پھر جو کی رسائی | بیجا جلد ہوئی انھیں رہائی
دل زیست سے ہارے محسن الملک | دنیا سے سدھارے محسن الملک
آئی دنیا میں قحط سالی | بجلی رہی کانو نہیں نہ بالی
ہوتی تھی غلہ کی گرانی | ساون سے نہ برسا بوند پانی
بیجا سب سوتنوں نے گنا | کانسہ جبیل ملا جو سینہ
تزئیب تھی جنکے پیرہن کو | محتاج وہ ہو گئے کفن کو
ڈھیلی ہوئی اصغری کی پوشاک | محتاجوں میں لکھے گئے ہوشناک
کلو گھبرائے گھر میں بیٹھی | برچھی سی مرے جگر میں بیٹھی
پیدا ماہے نا سکتیں شد | انور از بیکسی حزیں شد
سردی بھی کی پڑا یہ پالا | نکلا جاسوس کا دوالا
ساقی سنہ آٹھ کی کہانی | سنئے مجھسے مری زبانی
منحوس نہیں ہے یہ سال | بانٹنے لگے پانچ پیسے کنگال
گرچہ بے وقت ہے مگر ہے | بارش دو دن سے زور پر ہو
گلزار پہ بہت پڑا ہے جوبن | بلبل نے لیا ہے گل کا دامن
آمد ناگاہ عید قرباں | رو دے عشرت شدہ نمایاں

لا بادۂ دلکش کہیں سے | ملے جاؤ نگاہ کہیں سے
دل میں ہوتی ہے گدگدی سی | ساقی دنیا ذرا الگ سی
سردی ہے جو میرا حال بتلا | آ اشام کہیں آنکھ میں کر لا
کی جانے میں کچھ جو سرد مہری | سیری تیری چھپے گی گھری
انگور کی دے اتار کی دے | اس رت کی بہار کی دے
ہو پھول سے بھی بہت ہی ہلکی | کھینچی ہوئی لالہ کے پھول کی
ہو تند مگر درست کو تھاموں | پکڑے نہ دل و جگر کو تھاموں
غٹ غٹ غٹ غٹ چڑھا جاؤں | پیکر پھر ہوش میں نہ آؤں
جتنی مستی میں لب پہ آئیں | دنیا ہو اجاؤں گھبرا جائیں
دوروں پہ ہے ترنگ میری | گھنٹی ہے روز جنگ میری
میخانہ پہ ہو نزول رحمت | ساقی رہے حشر تک سلامت
جیتے رہیں بادہ خوار یارب | اکا نہ بنے مزار یارب
دنیا میں رہے ذبیح آباد | عبدالغفار بھی دل شاد
تنخواہ ان کی آرزو بر آئے | سید مہدی کو بی بیتاں آ جائے
زندگی بیٹھے نہ کوئی گھر میں | بھر دو دوں کے شوق تکبر میں
ساقی تری رندیوں سے باہر | در پہ ترے رند خلل مچائیں
ظالم آنکھ سے تو بھی کے جلدی | اور پول پہ ہاتھ اٹھا کے جلدی

وحشت سے جو اسماں سے
حسرت نکلے دل تپاں سے

حضرت ماشاء اللہ - قدیم | مرا قصہ سحر نگار فتحپوری

غزل

او گل سے گال والے سنبل سے بال والے | اے پاک نظر ادھر بھی حسن و جمال والے
مجھے یہ غرور کہ میں ادھر گورے گال والے | تب لطف تھا جو تو ہے یہ انفعال والے
ای تو ہے شاہ خوبی اور حسن تیرا حصہ | بخشیں سکہ الا کو بخش ال والے
کہتا ہے وصل کو کل۔ کل کو کبھی نہ ہو گی | کیا خوب سب یہ تیرے تقریر مرحبا والے
پوچھیں خدا نے حسرت محشر میں تو کہونگا | جنت میں کھیلتے کو دیوں گو مکان والے
سامان آخرت کا انسان کی طاق پر ہے | مغرور ہو رہے ہیں دنیا میں مال والے
رکھیو قدم سنبھلکر بلبل چمن کے اندر | صیاد بر دوش پر پھرتے ہیں جال والے
لے ہاتھ جوڑتا ہوں شب کی خطا کو بخشو | برہم نہ اس طرح ہو وحشی خیال والے

دنیا کی تمنا بخل کو تھی برآئی
بے سود ہم جھیلیں فکر و ملال والے

قمر